Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 101-109
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے لیے سورۂ یوسف سے رہنمائی

Guidance from Sūrah Yūsuf for the Moral and Character Development of the Young Generation

1. Romaisa Ameer
ameermarwa8899@gmail.com
MPhil Scholar,
Department of Islamic Studies and Comparative Religions,
The Women University, Multan.

2. Dr. Kalsoom Paracha
drkalsoom@wum.edu.pk
Chairperson,
Department of Islamic Studies and Comparative Religions,
The Women University, Multan.

How to Cite: Romaisa Ameer and Dr. Kalsoom Paracha. 2025: "Guidance from Sūrah Yūsuf for the Moral and Character Development of the Young Generation". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 101-109.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
25-11-2025	26-12-2025	31-12-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے لیے سورۃ یوسف سے رہنمائی

Guidance from Sūrah Yūsuf for the Moral and Character Development of the Young Generation

1. **Romaisa Ameer**
   MPhil Scholar,
   Department of Islamic Studies and Comparative Religions, The Women University, Multan.
   ameermarwa8899@gmail.com

2. **Dr. Kalsoom Paracha**
   Chairperson,
   Department of Islamic Studies and Comparative Religions, The Women University, Multan.
   drkalsoom@wum.edu.pk

Abstract

Sūrat Yūsuf presents one of the most comprehensive Qurʾānic narratives, offering profound moral, spiritual, and psychological guidance that is highly relevant to the character development of the young generation. This study explores the ethical and moral lessons embedded in the life of Prophet Yūsuf (ʿalayhi al-salām), focusing on their applicability to contemporary youth facing moral, social, and identity-based challenges. Through a qualitative thematic analysis of selected verses, the paper highlights core values such as patience in adversity, self-restraint in the face of temptation, trust in divine wisdom, integrity, forgiveness, and resilience. The narrative demonstrates how moral excellence is cultivated through trials rather than comfort, emphasizing emotional discipline, moral agency, and steadfast faith. The study further argues that Sūrat Yūsuf provides a holistic framework for character education that integrates spiritual consciousness with ethical conduct and social responsibility. By contextualizing these Qurʾānic principles within modern educational and social realities, the paper underscores the enduring relevance of Sūrat Yūsuf as a foundational source for nurturing morally upright, emotionally resilient, and socially responsible youth.

Keywords: *Qurʾān, Guidance, Spiritual, Youth, Character.*

تمہید

اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا، اس وقت سے ذریت آدم کی ہدایت کے لیے انبیاء کو بھیجنا شروع کیا تاکہ وہ اولادِ آدم کو صحیح راستہ دکھا سکیں۔ اس دنیا کو بنانے کا اصل مقصد جو قرآن پاک کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اولاد آدم کی آزمائش کی جائے کہ ان میں کون بہترین اعمال کرتا ہے اور کون اپنے نفس کا غلام بن کر دنیا میں فساد مچاتا ہے۔ سورۂ ملک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بڑی ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے اور کون اپنے اختیار کا غلط فائدہ اُٹھاتا ہے اور دنیا میں فساد پھیلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو کسی نہ کسی طرح کے مشکل حالات میں ڈال کر ان میں استقلال اور ثابت قدمی پیدا فرماتے اور ان آزمائشوں کے ذریعے سے ان میں کردار کی مضبوطی پیدا کرتے تھے۔[1]

اس مضمون میں ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائشوں، ان کے صبر واستقلال اور ان کے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرنے کو بیان کریں گے تاکہ نوجوان ان کی زندگی سے رہنمائی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا سہارا لے سکیں۔

سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے ان کی پوری تفصیل بیان کی ہے اور ان کی زندگی کے واقعات کو ''احسن القصص'' یعنی بہترین واقعہ قرار دیا ہے۔ ان کو جسمانی تشدد، ذہنی اذیت اور کردار کشی جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا، لیکن انہوں نے بڑے استقلال کے ساتھ آزمائشوں کا سامنا کیا اور اللہ تعالیٰ سے کسی مشکل پر کوئی گلہ نہیں کیا۔ آزمائشوں میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر انعامات کی بارش کی تو انہوں نے سجدۂ شکر ادا کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی ان کی آزمائش کی، اس سے کئی گنا زیادہ نعمتیں دیں۔ انہیں عظیم الشان منصب اور عزت عطاء کی۔ یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش میں کامیابی پر انعامات کی بارش کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ ہر مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے جڑے رہنا چاہیے۔[2]

صبر اور توکل علی اللہ

کنویں کے واقعہ کے فوراً بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو سلسلہ وار واقعات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کا ایمان مضبوط رہا۔ جب وہ مصر میں بیچے گئے، جب فرعون کی بیوی نے ان پر جھوٹے الزامات لگائے، جب وہ بغیر کسی وجہ کے قید کر دیے گئے، حضرت یوسف علیہ السلام پر سکون رہے اور صبر کیا۔ انہوں نے ایک جملے میں تمام مصائب کا خلاصہ بیان کیا:

وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ۔[3]

اس نے میرے ساتھ احسان کیا کہ اس نے مجھے قید سے نکالا اور تم سب کو گاؤں سے یہاں لایا جبکہ شیطان کی طرف سے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا گیا تھا۔

سورت یوسف سے یہ سبق ملتا ہے کہ بری خبر یا انسان پر آفت کے موقع پر انسان جس طرح صبر کا مظاہرہ کرتا ہے، اصل میں یہی صبر کا بہترین اور حسین مظاہرہ ہے اور نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ مشکلات کے وقت صبر اور اپنے رب کریم کی طاقت پر بھروسہ کریں۔

حسد سے پرہیز

سورہ یوسف میں بہت سے اسباق ہیں جیسا کہ ہمیں اس دنیا کو ایک بہتر جگہ بنانا چاہیے۔ آج کے نوجوان جن مسائل کا سامنا کر رہے ہیں ان میں سب سے بڑی مشکل حسد ہے، بھائی بھائی سے حاسد ہے۔ دوست دوست کا حاسد ہے۔ یہ چیز ان قیمتی رشتوں میں دراڑ کا سبب بن رہی ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہ ماننے لگے کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے دوسرے بیٹوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں پر اپنا خواب ظاہر کرنے سے منع کیا۔ یہ حسد ہی تھا جس نے ان بھائیوں کو ایک حاسد گروہ بننے پر مجبور کیا اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا۔[4] جیسا کہ قرآن نے ذکر کیا ہے:

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ[5]

اس نے کہا: "اے میرے بیٹے، اپنا خواب اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی منصوبہ بنائیں گے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

یہ آیت سبق دیتی ہے کہ حسد سادہ زندگیوں کو کس طرح دکھی بنا سکتا ہے۔ اس لیے جب بھی آپ کسی اور کی دولت،

عزت یا شہرت کو دیکھیں تو حسد کرنے کی بجائے صرف ماشاءاللہ کہیں۔اسی طرح اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کوئی نعمت مکمل طور پر حاصل نہ ہو جائے اور ظاہر نہ ہو جائے، نظر بد کے اثرات سے بچنے کے لیے اسے چھپایا جائے۔ ہمیں اپنی برکات کو غیر ضروری طور پر دوسروں پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے، دونوں ہی عاجزی سے اور حسد کو روکنے کے لیے۔[6]

اللہ کے منصوبوں اور فیصلوں پر ایمان رکھنا

سورت یوسف ہمیں ایک پوشیدہ پیغام اور سبق دیتی ہے کہ اللہ کس طرح بہترین منصوبہ ساز ہے اور اس نے ہمیشہ ایک شخص کے لیے اچھا فیصلہ کیا۔[7] جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا خیال تھا کہ شاید وہ فوت ہو گئے لیکن اس کے بجائے انہیں تاجروں کا ایک دستہ اٹھالے گیا اور اس کی پرورش معروف شخصیت نے کی۔جب وہ بالغ ہوا تو خدا نے اسے علم عطاء کیا۔[8]

برائی کے بدلے میں اچھائی

سورت یوسف ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ بعض اوقات اللہ ہمیں برکت دیتا ہے، پھر بھی ہم اس نعمت کو باغیانہ طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔جب لوگ آپ کے ساتھ مہربان ہوں تو احسان کے ساتھ ادائیگی کرنے کی کوشش کریں یہاں تک کہ جب لوگ آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں، ان کی برائیوں کا جواب اچھائی سے دیں تاکہ آپ کو اللہ کی طرف سے اجر ملے۔[9] جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی اتنی زیادتیوں اور الزام تراشی کے باوجود صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر نہ صرف ان لوگون کو معاف کر دیا بلکہ ان کو عزت واحترام سے نوازا، ان کو رہائش دی اور اللہ پاک نے اس کے بدلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر پر حکومت دی اور نبوت سے نواز دیا۔[10]

معصیت سے پرہیز

حضرت یوسف علیہ السلام ظاہری و باطنی طور پر خوبصورت تھے۔اسی خوب صورتی نے بادشاہ کی بیوی کو وہ کرنے پر مجبور کیا جو اس نے کیا اور ان کی ظاہری خوبصورتی نے دوسری عورتوں کو اپنے ہاتھ کاٹنے پر مجبور کر دیا۔ ان کی باطنی خوبصورتی ان کی بلند عفت کی وجہ سے تھی، باوجود اس کے کہ گناہ کرنے کے بہت سے مواقع تھے۔اسی لیے فرعون کی بیوی نے کہا کہ میں نے اسے بہکانا چاہا لیکن اس نے انکار کیا۔ان کا انکار ان کی طاقت اور اللہ پر یقین کو ظاہر کرتا ہے۔جب فرعون کی بیوی نے انہیں مائل کرنا چاہا تو انہوں نے ان الفاظ میں اللہ کی پناہ مانگی کہ وہ میرا آقا ہے جس نے میرا ٹھکانہ بنایا ہے۔بے شک ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔[11]

احترام والدین

آج کے اس جدت پسند دور و نسل کے درمیان سوچ کا فرق خطرناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے۔نوجوانوں نے والدین کے تمام معاشرتی نظریات، اقدار کے خلاف بولنا شروع کر دیا ہے۔آج کی نوجوان نسل والدین کے شرعی اور انسانی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔پرانی نسل سے وابستہ لوگ ہمیشہ یہ سوچتے رہتے ہیں کہ نئی نسل کے ساتھ کیا غلطی ہوئی ہے۔وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے زمانے میں، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بہتر سلوک، فرماں بردار اور بڑوں کا احترام کرتے تھے۔دوسری طرف، نوجوان، محسوس کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی رہنمائی کے لیے بڑی عمر کی نسل پر زیادہ دباؤ ڈالنے کے بجائے خود ہی سیکھنے کے قابل ہیں۔[12] لیکن سورت یوسف اس بات کی نفی کرتی ہے۔سیرت یوسف ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ والدین کا احترام سب سے افضل چیز ہے۔انہیں ہمیشہ اعلیٰ مقام دیا جائے۔اپنے ہر فیصلے اور ہر معاملے میں ان کی موجودگی اور رائے کو اہمیت دی جائے۔[13]

دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی

جو پروردگار اپنے اور بندوں کے درمیان کے راز کو دنیا میں کھولنا پسند نہیں کرتا، وہ قیامت کے دن بندوں کے گناہوں کو دوسروں کے سامنے کھولنا کیسے پسند فرمائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اگر میرے کسی بندے سے گناہ ہو بھی گیا تو تم اسے دنیا میں رسوانہ کرو، بلکہ پردہ ڈالو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[14]

جس نے کسی مؤمن کے گناہ پر پردہ ڈالا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

چھوٹوں کی تربیت

بعض اوقات والدین اپنی اولاد کو پیار و محبت میں اس حد تک بگاڑ دیتے ہیں اور ان کی خواہشات کو اس طرح آنکھ بند کر کے پورا کرتے جاتے ہیں کہ ان کی اولاد میں نہ سننے کی عادت ہی نہیں ہوتی۔ ان کی اپنے والدین کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں سے بھی یہ توقعات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہ ان کی ہر بات کو فوراً پورا کر دیا جائے گا۔ ان کے نزدیک وہی ماں باپ سب سے زیادہ اچھے ہیں جو ان کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پر لبیک کہہ دیں۔ لیکن شریعت نے اس چیز کی نفی کی ہے۔[15] حضرت یوسف علیہ السلام کو والد نے "لا تقصص رؤیاک" کہہ کر منع فرمانے میں سبق ہے کہ اگر والدین نے کسی بات سے منع فرمادیا ہے تو اس مین ان کی ہی بھلائی ہے، کیونکہ والدین اپنی اولاد کا کبھی بھی برا نہیں چاہتے۔ اس لیے سورت یوسف میں نوجوانوں کو یہ درس دیا جارہا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نہ سننے کی بھی عادت ڈالیں۔ ان کو کسی چیز سے منع کرنے کے لیے صرف نہ کہہ کر بات کو ختم نہیں کر دینا چاہیئے بلکہ ان کو اس بات سے روکنے کے فوئد اور نقصانات بتانے چاہئیں تاکہ بچہ بات کو سمجھے اور اپنے والدین کے بارے میں غلط سوچ نہ لا سکے۔[16]

ضرورت سے زیادہ محبت آزمائش کا سبب

آج کے اس پرفتن دور میں کسی سے ضرورت سے زیادہ محبت بھی ایک امتحان کا سبب بنتی ہے۔ محبت کرنے والا بھی آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جس سے محبت کی جائے وہ بھی ایک کڑی آزمائش کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح والدین کا اپنی اولاد میں سے کسی ایک سے زیادہ لگاؤ یا ایک استاد کا اپنے شاگردوں میں سے کسی ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ باقی بچوں کے لیے احساس کمتری کا شکار بنانے کا سبب بن سکتا ہے۔[17] حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے والد کی طرف سے بے پناہ محبت اور پھر ان پر آزمائشوں سے یہی درس ملتا ہے کہ اگر کوئی کسی سے ضرورت سے زیادہ محبت کر رہا ہے تو اس کو روکا جائے سوائے زوجین کے، کیونکہ ان کو تو بے پناہ محبت کا حکم رب کریم دیتا ہے۔

استعانت من اللہ

سورت یوسف سے ایک قابل غور نکتہ یہ سامنے آتا ہے کہ جب بندے کو کسی پریشانی یا مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو اس کو چاہیے کہ اس مشکل وقت میں بجائے دوسرے لوگوں کے سامنے آہ و بکا کرنے کے اپنے رب کریم کی طرف رجوع کرے، جو کہ سب مشکلوں کا مشکل کشا ہے۔ اس وقت صرف اور صرف اپنے رب کریم کو ہی اپنا مددگار بنائے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ[18]

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔

اس چیز کا اندازہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس آزمائش سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب برادران یوسف نے آپ کو چھوٹی عمر

میں ایک اندھیرے اور گہرے کنویں میں پھینکا تو انہوں نے اس وقت اس مشکل پر صبر کے ساتھ صرف اور صرف اپنے رب کریم کی طرف سے مدد کا انتظار کیا۔[19]

ظاہری حسن کا قابلِ ترجیح نہ ہونا

حضرت یوسف علیہ السلام کو رب کریم نے بے پناہ خوبصورتی سے نوازا تھا اور جب ان کو قافلے والوں نے بیچا تو اس وقت تو اور بھی زیادہ حسین و جمیل تھے۔ لیکن پھر بھی اس خوبصورتی کی قیمت صرف چند کھوٹے سکے لگے۔ تو اس بات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رب کریم کے نزدیک ظاہری خوبصورتی کی قیمت سوائے چند سکوں کے کچھ نہیں۔ رب کریم کو تو ہماری باطنی خوبصورتی سے غرض ہے۔ تو انسان کو چاہیئے کہ اپنی ظاہری خوبصورتی کی بنا پر نہ ہی اکڑ کرے اور نہ ہی اس کی قیمت لگا کر اپنے ایمان کو داؤ پر لگائے کیونکہ تمہارے رب کے نزدیک اس کا حساب ہو گا۔[20]

نفسانی خواہشات پر قابو

انسان کا نفس ایک ایسا دشمن ہے جس کا نقصان شیطان سے بھی زیادہ ہے، بلکہ شیطان کو گمراہ کرنے والی چیز بھی اسی کا نفس ہے۔ نفس کی خواہشات بے حد اور بے شمار ہوتی ہیں۔ یہ خواہشات اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ نفس کے پیروکاروں کے لیے ان کا نفس خدا کی مانند بن جاتا ہے اور وہ اس کی ہر خواہش کی پیروی کرتے ہوئے خود کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسے افراد کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے، جس کی وجہ سے انہیں ہدایت اور نصیحت سنائی نہیں دیتی اور حق کا راستہ نظر نہیں آتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ موجودہ دور میں فواحشات سے بھرا انٹرنیٹ ہے جو کہ نوجوان نسل کی معصومیت کا قاتل ہے۔[21] اسی لیے مربیوں کو چاہیئے کہ وہ نوجوان نسل کی تربیت سورت یوسف کو سامنے رکھتے ہوئے کریں کہ کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو جب عزیز مصر کی زوجہ زلیخا نے برائی کی دعوت دی تو انہوں نے اپنے رب کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اپنے نفس سے جنگ کی اور اس کے بدلے قید و بند کی مشکلات کو ترجیح دی۔ والدین کو چاہیئے کہ اگر ان کی نوجوان نسل راہ حق سے بھٹک جائے تو ان کو راہ راست پر لانے کے لیے عبادات میں مشغول کروائے، کیونکہ برائی اور نفس پر قابو پانے کا واحد اور مفید راستہ عبادات ہیں۔[22]

احسان کا بدلہ احسان

جب زلیخا نے فعل بد کی انجام دہی کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام سے اصرار کیا تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی شرعی دلیل دے کر منع نہیں فرمایا کہ یہ میرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے یا اس کا گناہ ہے، کیونکہ آپ سمجھ چکے تھے کہ اس وقت زلیخا پر برائی کا بھوت سوار ہے، وہ کسی دلیل کو نہیں مانے گی اس لیے آپ نے اس وقت عقلی دلیل کا سہارا لیتے ہوئے فرمایا کہ جس انسان نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی ہو، میں اس کے ساتھ احسان فراموشی کیسے کر سکتا ہوں؟ کیسے میں اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اُٹھا سکتا ہوں؟[23] آپ کی یہ خوبصورت حکمت عملی یہ درس دے رہی ہے کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ:

هل جزاء الاحسان الا الاحسان[24]

احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے۔

سورت یوسف یہ درس دیتی ہے کہ جو تمہارے ساتھ اچھا کرے تم بھی اچھائی کا مظاہرہ کرو۔ جو تم سے نیکی کرے تو تمہارا بھی فرض ہے کہ بدلے میں تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو۔[25]

خلوصِ نیت اور نصرتِ الٰہی کا لزوم

حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے رب کے ساتھ خلوص نیتی یہ درس دیتی ہے کہ جو انسان اپنے رب کے ساتھ مخلص اور اس کی نیت صاف ہوتی ہے، تو اللہ کریم ہر مشکل میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ اسے ہر پریشانی سے نجات دیتا ہے جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عورت کے فتنے سے، پھر قید سے نجات دلائی۔[26] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان کی نیت پاک صاف ہو تو رب کریم کی مدد اور ساتھ مل کر ہی رہتا ہے۔ صاف نیت انسان کا پھر دنیا میں کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

رضائے الٰہی کے حصول کی وجہ سے توبہ

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے فعل بد کی دعوت دی تو آپ نے فوراً انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کی بلکہ اس کے بدلے خود کو تکلیف میں ڈالنے اور اور مشکلات کو سہنے میں ہی اپنی بہتری سمجھی۔ آپ کے اس فعل بد کا رد آپ کی پاکیزگی، آپ کی عزت و عفت کی حفاظت کی ایک واضح دلیل ہے۔ یہ عام بات ہے کہ ایک انسان کی زندگی میں ایسے کئی مراحل پیش آتے ہیں کہ نوجوانی کے جوش میں اور شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے، لیکن سورت یوسف ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ جب شیطان آپ پر حاوی ہونے لگے تو فوراً اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اس گناہ کے بدلے اپنے رب کریم کی ناراضگی اور اس کے عذاب کے سبب دور ہٹ جاؤ۔ اس کے بدلے تمہارا رب اپنا قرب عطا فرمائے گا اور کبھی اکیلا نہ چھوڑے گا۔[27] حدیث ہے کہ:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ[28]

بروز قیامت ایسے سات انسان ہوں گے جو عرش الٰہی کے سائے کے حقدار ہوں گے، ان میں سے ایک شخص وہ ہو گا جس نے صرف خوف الٰہی کے سبب گناہ کو ترک کیا ہو گا۔

صحبت کا اثر

اچھی صحبت بچوں میں تعمیری سوچ پیدا کرتی ہے اور نیک کاموں کی طرف مائل کرتی ہے۔ مدد کا جذبہ، دردمندی اور احساس ذمہ داری پیدا کرتی ہے۔ مقصد سے پیار کرنا سکھاتی ہے۔ تعلیم و تربیت میں رہنمائی کرتی ہے، جبکہ بری صحبت برے کاموں کی طرف لے جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے، بدتمیزی اور نافرمانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پڑھائی سے اجتناب، مقصد سے دوری وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ یوں آہستہ آہستہ وہ سماج کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں۔ مقولہ مشہور ہے کہ "صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالع ترا طالع کند"۔

شر اور وجہ شر سے اجتناب

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ سے بچنے کے لیے جیل کو اور تکالیف کو ترجیح دی اس سے امت مسلمہ کو یہی درس ملتا ہے کہ اگر کسی ایسی محفل میں موجود ہیں جس میں گناہ کے سرزد ہونے کا امکان ہو، تو سنت یوسفی پہ عمل کرتے ہوئے اپنے رب کریم کی رضا کے حصول کی خاطر اس ماحول کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے۔ فوری کسی ایسی خلوت والی جگہ پر جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اپنے رب کی طرف رجوع کرنے سے دل سے غیر شرعی افعال کے ساتھ ساتھ رب کریم نوجوانوں کے دل سے نفسانی، شیطانی اور شہوانی محبت نکال دیتا ہے۔[29]

تحمل مزاجی

آج نوجوان نسل کی بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کے اندر حوصلہ اور برداشت بہت کم ہے۔ ایسے میں وہ ضد اور ہٹ

دھرمی سے اپنے مقصد میں تو کامیاب ہو سکتا ہے، عہدہ مال و دولت جو وہ چاہتا ہے اسے مل سکتا ہے لیکن وہ ایک کامیاب شہری بننے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ ایک باوقار شہری بننے کے لیے بردباری اور حوصلہ مندی ایک نہایت اہم عنصر ہے۔[30] اس چیز کا درس حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی سے بھی ملتا ہے کہ اس چیز کے جانتے ہوئے بھی کہ ان کے برادران ان کے منہ پہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے بجائے ان پر غصہ کرنے اور ان کے جھوٹ کو پکڑنے کے آپ نے اصل بات ظاہر نہ کی اور خود پر قابو رکھا۔ انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی زندگی میں ایسا موقع آئے کہ آپ سچ سب پر واضح کر سکتے ہوں تو اس کے باوجود کسی مصلحت کی خاطر خاموش ہو جانے میں ہی بہتری سمجھے تو خاموش رہنا چاہیئے۔[31]

نتائج بحث

- اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سورۃ یوسف نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کے لیے ایک ہمہ گیر اور متوازن فکری و عملی نمونہ فراہم کرتی ہے، جس میں صبر، عفت، دیانت اور خود احتسابی جیسے بنیادی اخلاقی اوصاف نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔
- تحقیق سے معلوم ہوا کہ اخلاقی پختگی کا عمل آزمائشوں اور مشکلات کے ذریعے تشکیل پاتا ہے، اور سورۃ یوسف کا بیانیہ نوجوان نسل کو یہ شعور دیتا ہے کہ وقتی تکالیف مستقبل کی اخلاقی و کرداری بلندی کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔
- اس مطالعے نے ثابت کیا کہ خواہشات اور جذبات پر قابو پانا نوجوان کردار سازی کا بنیادی ستون ہے، اور واقعۂ عزیزِ مصر کے تناظر میں عفت و ضبطِ نفس کی عملی مثال نہایت مؤثر انداز میں پیش کی گئی ہے۔
- نتائج سے یہ امر بھی سامنے آیا کہ معافی، درگزر اور احسان کا رویہ نہ صرف فرد کی اخلاقی عظمت کا مظہر ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور مثبت سماجی تعلقات کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے، جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا اپنے بھائیوں سے طرزِ عمل واضح کرتا ہے۔
- تحقیق کے مطابق سورۃ یوسفؑ نوجوانوں میں توکل علی اللہ، امید اور مستقبل پر اعتماد کی فضا پیدا کرتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ مایوسی، اضطراب اور اخلاقی انحراف جیسے معاصر چیلنجز کا سامنا ثابت قدمی اور مثبت سوچ کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

References

1 Abū al-Ḥasan Nadwī, Sayyid, Mawlānā, *Manṣib al-Nubuwwah aur Us ke ʿĀlī Maqām Ḥāmilīn* (Lucknow: Majlis Taḥqīqāt wa Nashriyyāt, n.d.), P. 232.

2 al-Azharī, Pīr Karam Shāh, Mawlānā, *Ḍiyāʾ al-Qurʾān* (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1965), 2:435.

3 Al-Qurʾān, 12:100.

4 Tafḍīl Aḥmad Ẓaʿīm, Mawlānā, *Awlād ko Bigaṛne se Kaise Bachāʾeṅ* (Lahore: Maktabah Quddūsiyyah, n.d.), P. 54.

5 Al-Qurʾān, 12:10.

6 Tafḍīl Aḥmad Ẓaʿīm, *Awlād ko Bigaṛne se Kaise Bachāʾeṅ*, P. 54.

7 M. A. Malik, *Naujawānoṅ ke Nafsiātī Masāʾil* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2000), P. 35.

8 al-Azharī, Pīr Karam Shāh, *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, 2:564.

9 Tafḍīl Aḥmad Ẓaʿīm, *Awlād ko Bigaṛne se Kaise Bachāʾeṅ*, P. 65.

10 Ashraf ʿAlī Thānvī, Mawlānā, *Tarbiyat-e Awlād* (Peshawar: Maktabah Fayḍ al-Qurʾān, 2005), P. 123.

11 Muḥammad Shafīʿ ʿUthmānī, Muftī, *Maʿārif al-Qurʾān* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 1970), 3:658.

12 Bushrā Naushīn, *Taḥaffuẓ-e Samāj* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2022), P. 32.

13 al-Azharī, Pīr Karam Shāh, *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, 2:435.

14 al-Bukhārī, Muḥammad b. Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Riyadh: Maktabat al-Maʿārif li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ), Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah, ḥadīth no. 3956.

15 Abū al-Ḥasan Nadwī, Sayyid, Mawlānā, *Niẓām-e Taʿlīm: Maghribī Rujḥānāt aur Us meṅ Tabdīlī* (Lahore: Sayyid Aḥmad Shahīd Academy, n.d.), P. 34.

16 Muḥammad Shafīʿ ʿUthmānī, *Maʿārif al-Qurʾān*, 3:456.

17 Aḥmad b. Ṣāliḥ al-ʿUthaymīn, *al-Shabāb wa-l-Jihāt* (trans. Abū Saʿd Wasīm ʿUthmān al-Madanī) (Lahore: Dār al-Taqwā, n.d.), P. 65.

18 Al-Qurʾān, 39:36.

19 Abū al-Ḥasan Nadwī, Sayyid, *Maʿrakah Īmān wa Māddiyyat* (Faisalabad: Nāshirān wa Tājirān Kutub Khānah, n.d.), P. 43.

20 al-Biqāʿī, Burhān al-Dīn Ibrāhīm, *Naẓm al-Durar fī Tanāsub al-Āyāt wa-l-Suwar* (Cairo: Dār al-Kutub al-Islāmiyyah), 3:434.

21 M. A. Malik, *Naujawānoṅ ke Nafsiātī Masāʾil*, P. 45.

22 Ibid.

23 Abū al-Ḥasan Nadwī, Mawlānā, *Pājā Sarāgh-e Zindagī* (Faisalabad: Nāshirān wa Tājirān Kutub Khānah, n.d.), P. 45.

24 Al-Qurʾān, 55:60.

25 Thanāʾ Allāh Amritsarī, Mawlānā, *Burhān al-Tafāsīr* (Gujranwala: Umm al-Qurā Publications, 2011), P. 56.

26 Ibid., P. 76.

27 Ashraf ʿAlī Thānvī, *Tarbiyat-e Awlād*, P. 65.

28 al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣadaqah, ḥadīth no. 1423

29 Abū al-Ḥasan Nadwī, Mawlānā, *Millat ke Naujawān aur Un kī Zimmadāriyān* (Faisalabad: Nāshirān wa Tājirān Kutub Khānah, n.d.), P. 76.

30 Ibid.

31 al-Azharī, Pīr Karam Shāh, *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, 2:435.